عاشورا کے مراسم محرم کے پہلے دس دنوں میں

(عاشوراء کے بین الاقوامی طول و عرض)

عبدالکریم بے آزار شیرازی

عاشوراء اور شیعہ کی توسیع:

مرکز تحقیقات کا فرانسیکو گابریلی دانشور و یلزاستر ابورگ آسمان نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے امام حسینؑ کی شہادت شیعہ مذہب کی ترویج اور توسیع کا اصلی سبب رہی ہے۔ اور آل بویہ کی تبلیغات کا سب سے بڑا حصہ اس کی بنیاد پر استوار رہا ہے۔

یہ تبلیغات اس وجہ سے موثر رہی ہیں کہ انہوں نے شیعہ مذہب کی ترویج میں زبردستی کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی، بلکہ جب آل بویہ ایران کے مشرق میں سلطنت پر متمکن ہوئے تو ایران کے رہنے والے زیادہ تر سنی تھے۔ تاریخ اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ جب حاکم اقتدار پر پہونچا تو اس نے طاقت کے سہارے اپنے تمام تابعین اور ماننے والوں کو اپنے مذہب کا پیروکار بنالیا جیسا کہ عباسی خلفا کے زمانہ میں قرآن مجید کے حادث اور قدیم ہونے کے بارے میں لوگوں پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے اور جو خلیفہ بھی قرآن کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتا تھا اور جو لوگ قرآن کریم کے حادث ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے ان کو قتل کر ڈالتا تھا۔ اور اس صورت میں کہ یہ مسئلہ دین اسلام کا اصلی جز (توحید، نبوت اور معاد) نہ تھا اور صدر اسلام میں بھی ایسا مسئلہ نہیں تھا۔

جب آل بویہ بھی سلطنت پر آئے تو امید تھی کہ شیعہ مذہب کے ترویج کرنے میں طاقت کا سہارا لیں گے لیکن آل بویہ کے پورے اور اقتدار اور سطنت میں ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ آل بویہ سلاطین کے اتباع میں سے ایک فرد کو بھی شیعہ نہ ہونے کے جرم میں اذیت کا نشانہ نہیں بنی ہے۔ ہاں، آل بویہ نے صرف اور صرف عاشورا کے حوادث سے استفادہ کرتے ہوئے بڑے ہی پر سکون انداز میں شیعہ مذہب کی ترویج اور توسیع کی کہ شیعوں کی تعداد سنی سے بڑھ گئی ہے اسی طرح ہمدانیوں نے بھی یہی روش اپنائی۔

اسماعیلیہ اور صوفیہ فرقہ کے برعکس کہ انہوں نے بعض موقع پر طاقت اور سختی کا استعمال کیا اور خلفاء راشدین پر لعن اور سب و شتم اور ان کے بارے میں غلو سے کام لیا۔ اور تم مسلمانوں کو شیعوں کے خلاف ابھار دیا اور ہزاروں شیعوں کو موت کے گھاٹ

اتار دیا جس کا نتیجہ ہوا کہ بہت سارے لوگ شیعہ مذہب سے برگشتہ ہوگئے اور اس مذہب کے ماننے والے ۱/۵ کم ہوگئے[1]۔

عراق میں عاشورا

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد شیعوں نے امام علیؑ کے خاندان کی دشمنوں کے خلاف بہت تحریک چلائی۔ یہ تحریک "سلیمان بن صرد" اور "مختار ثقفی" کے قیام کی ساتھ اوج کو پہنچ گئی اور کوفہ اسی طرح شیعوں کے اہم ترین مرکز بن گیا جیسا کہ ۱۲۲ھ کو "زید بن علی" نے بھی اس شہر میں قیام کیا اور شہید ہوگئے۔

خلافت اموی کے بنی امیہ سے بنی عباس تک منتقل ہونے سے اسلامی خلافت شام سے بغداد منتقل ہوگئی اور تمام، علماء اور تمام بزرگ ہستیاں اس شہر میں آ گئیں۔ اور عباسی خلافت کا پائیتخت شیعوں کی اہم اجتماع کا مرکز بن گیا اور بغداد کا "کرخ" محلہ ان سے مخصوص ہوگیا[2]۔

جب سب سے پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح شیعوں کے حمایت سے ۱۳۲ ہجری قمری میں اقتدار پر آیا تو اس نے امام حسینؑ کی قبر پر چھت بنانے کا حکم دیا لیکن ہارون کے اقتدار پر آنے کے بعد آستانہ حسینیؑ کو کربلا میں خراب کرنے کا حکم دیا لیکن مامون اپنے باپ کی سیاست کے خلاف شیعوں کو راضی کرنے کی کوشش کی اور ظاہراً یہ طے ہوا کہ خلافت امام رضاؑ کے حوالہ کردے اور اپنی بیٹی امام جوادؑ سے بیاہ دیئے اور آپ کے عقد میں دے دئے اور حضرت امام حسینؑ کی قبر پر دوبارہ تعمیر کرائی اور شیعہ اطراف واکناف سے کربلا آگئے۔ یہ صورتحال بغداد اور شیعہ مراکز میں معتصم اور الواثق باللہ کے زمانہ تک جاری رہی اور متوکل عباسی کا زمانہ (۲۳۳ہجری) آگیا تو اس نے امام حسینؑ کی مزار مقدس اور اس کے اطراف میں موجود تمام گھروں کو خراب کرنے اور اسے کھیت بناڈالنے کا حکم دیا۔

شیعوں کی نسبت متوکل کی مظالم اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کا بیٹا "المنتصر" اپنے باپ کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے قتل کر ڈالا اور ۲۴۷ ہجری قمری میں اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور امام حسینؑ کی قبر مطہر پر عالی شان عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا[3]۔

پھر بغداد پر آل بویہ کا بغداد پر قبضہ شیعہ مذہب کی ترویج میں مدد کی اور عضود الدولہ نے کربلائے حسینی کے لئے بہترین

---

[1]۔ کورٹ فریشلر، امام حسینؑ اور ایران، ۴۵۱ اور ۵۴۲۔

[2]۔ دائرۃ المعارف، فارسی مصاحب، ۱۵۳۵/۲۔

[3]۔ دائرۃ المعارف تشیع، ۲۸۴/۳۔

عمارت تعمیر کرائی اور معزالدولہ دیلمی نے حکم دیا عاشوراء کے دن بغداد میں عزاداری کے مراسم انجام دیئے جائیں[1]۔

کوفہ میں عاشورا:

کوفہ میں ایرانی نسل کے شیعہ قبائل کا ایک بنی حمرا قبیلہ وہ پہلے افراد تھے جنہوں نے واقعہ کربلا کے بعد دہمکی اور خوف ودہشت کے باوجود کوفہ میں امام حسینؑ کے لئے کھلم کھلا عزاداری کے مراسم کرتے تھے اور حضرت سید الشہداء کی خون کا انتقام لینے کے لئے مختار سے ملحق ہوگئے اور ان کا لشکر ۲۰ ہزار سے زیادہ سپاہیوں پر مشتمل تھا[2]۔

کربلا میں عاشورا کے مراسم:

بنی اسد قبیلہ کہ شیعہ عرب نسل کے قبائل میں سے ایک ہے عاشورا کے بعد کربلا آئے اور شہدائے کربلا کو دفن کیا اس وقت ان کی اولاد عرب کے بہت سارے قبیلوں اور عشروں اور خاندانوں پر مشتمل ہے، ہر سال اپنے اجداد کی سنت کے مطابق غمزدہ اور پریشان حالت میں اچھلتے ہوئے سرزمین کربلا کی طرف آتے ہیں۔ ان کی تعداد وہ تمام قبائل جو مختلف جگہوں سے عاشورا کے مراسم کے لئے کربلا آتے ہیں، اس قدر زیادہ ہے کہ آنے جانے کی سواریوں کو پہلے ہی سے شہر سے باہر لے جاتے ہیں اور پورا شہر کربلا پیدل چلنے والے زائرین حسینیؑ سے مخصوص ہو جاتا ہے۔

عزاداری کی صفیں اتنی طویل ہوتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک صرف ایک بار ہی صحن کے دروازہ سے اندر جاتا ہے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے ہے۔ ہر جگہ سیاہ پرچم لہراتے ہیں اور بہت سارے علاقوں میں عزاداران حسینی کو کھانا کھلاتے اور مشروبات سے ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

عاشورا اور ایران:

قدیم الایام سے ایران کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں محرم کے ایام میں تعزیہ، مجالس، نوحہ خوانی اور سینہ زنی کے مراسم وسیع اور بڑے پیمانہ میں منعقد رہے ہیں اور عاشورا کا دن اس ملک میں ہمیشہ رسمی اور سرکاری تعطیل کا دن رہا ہے۔

واقعہ عاشورا کے تعزیہ کے مراسم دلچسپ اور مؤثر صورت میں عوام کی نمائش کے لئے برپا کئے جاتے ہیں۔

عاشورا کی منظر کشی مذہبی، اجتماعی اور اس کی عمیق تاثیر کے لحاظ سے ہمیشہ یورپ کے محققین کی توجہ کا مرکز رہی ہے اس طرح سے کہ اسے دیکھنے کے لئے ایران اور دیگر اسلامی ممالک کا سفر کر کے آتے اور اس سلسلہ میں انہوں نے کتابیں لکھی ہیں کہ ان میں سے "شوڈز کوہ choudzko" نے اپنی کتاب میں تعزیہ کی منظر کشی کی ہے اور اس کی تفصیل کے ساتھ تشریح کی

---

[1] ۔ دائرۃ المعارف فارسی، ۲/ ۱۵۲۵۔

[2] ۔ دائرۃ المعارف تشیع، ۳/ ۴۶۳۔

ہے۔ ”آدام البریوس“ ایک دوسرا محقق ہے کہ جسے نے ۱۶۳۷ء کواردبیل میں تعزیہ کے بارے میں دیکھے گئے واقعات کو کتابت کی شکل دی گئی ہے۔

”تاورینہ“ نے بھی اصفہان [1]، میں ماہ محرم کی تعزیہ کے مشاہدہ کرنے اور ”موریہ“ ”moriter“ تعزیہ سے اپنے مشاہدات کو ۱۸۱۱ء تہران میں لکھا ہے [2]۔

ایرانی عوام کا عالی شان قیام ۱۵خرداد ۱۳۴۲ش، مطابق ۵/جون/۱۹۶۳ء کو عاشورائے حسینی کا ایک نتیجہ ہے کہ ۱۵سال امام خمینیؒ کی قیادت میں ۲۲/بہمن ماہ (فروری) کو کامیابی سے ہمکنار ہوا۔

عاشورااور بحرین:

بحرین خلیج فارس کے پانیوں کے درمیان جزائر کا مجموعہ ہے کہ اس کے مشرق میں قطراور مغرب میں سعودی عربیہ اوراس کے شمال میں نسبتاً کافی فاصلہ پر ایران واقع ہے۔

عراق اور ایران کے بعد عالم اسلام میں بحرین تیسرا بڑا حوزہ علمیہ ہے کہ صدر اسلام سے آج تک بہت سارے علما اور شیعہ بزرگان امام علیؑ کی صحابی، "رشید ہجری" امام صادقؑ کے روای محمد بن سہیل بحرانی اور علم الہدای سید مرتضی کے شاگرد ابن شریف، ابن میثم بحرانی صاحب شرح نہج البلاغہ، شیخ یوسف بحرانی صاحب حدائق، شیخ بھائی کے والد شیخ حسین وغیرہ اسی حوزہ علمیہ کے ہونہار طالب علم تھے۔

بحرین میں شیعیت کی ایک جلوہ گاہ عاشور کے دن سرکاری چھٹی اور شیعوں کی عزاخانے میں کہ اسے "ماتم" کہتے ہیں، یہ عزا خانے اور شیعوں کے بالخصوص عشرہ محرم اور عاشور کے دن اجتماعی مقامات، میں شہر کے مردانہ اور زنانہ عزاخانوں کی تعداد ”منامہ“ ۴۰ باب تک پہنچتی ہے کہ ان سب میں مشہور ”مرن“، ”السماییک“ ”عزاخانہ“ ”السنابس“ ”عزاخانہ ہے کہ ان تینوں میں عظیم الشان اور خوبصورت بڑے بڑے گنبد میں“ المحرق“ شہر میں دس سے زیادہ عزاخانے ہیں، زیادہ تر دیہاتوں میں مردانہ اور زنانہ متعدد عزاخانے ہیں [3]۔

عاشورااور افغانستان:

افغانستان کے بہت سارے اہلسنت ماہ محرم کو "حسنؑ اور حسینؑ "کا مہینہ کہتے ہیں۔ ،اس ملک کے شیعہ حضرات اس مقبرہ

---

[1]۔ ملاحظہ ہو کتاب vieriy Jahreg Reisebes نور بزرگ ۱۶۸۱ء ص ۱۷۸ کے بعد سے۔

[2]۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۳۱۶/۳۱۵/۵۔

[3]۔ دائرۃ المعارف تشیع، ۱۱۹/۳، جہان اسلام مرتضی اسعدی ۳۵۹/۱، حدود العالم/۱۶۹ و دائرۃ المعارف الاسلامیہ الشیعیہ حسن الامین۔ ۴۸/۴۲/۲۔

کو جو افغانیوں کی روایات کے مطابق ۹/ہجری ق کو ۶/ صدی ہجری ق موجود شہر میں "مزار شریف کا انکشاف ہوا ہے، کو امام علیؑ کا مدفن کہتے ہیں۔

عاشورا اور ہند:

اس سے کچھ دنوں پہلے کہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان جائے سند، دریا کے کنارے کچھ شہر پائے جاتے ہیں، جہاں شیعہ حضرات رہتے ہیں اور اس شہر کے لوگ آزادی کے ساتھ امام حسینؑ کی شہادت کی مناسبت سے ۱۰ محرم عاشور کی دن مجالس بر پا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ (عباسی خلیفہ) معتصم کے زمانے میں بھی بغداد سے دور دراز علاقہ میں شیعہ اپنی مذہبی آزادی کو محفوظ کئے ہوئے تھے۔ وسیع اور عریض اسلامی ممالک میں شیعہ نشین علاقہ مختلف جگہوں پر تھے، وہ لوگ معتصم کے زمانہ حکومت میں جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے۔ جو شیعہ بغداد اور اس کی اطراف کے علاقوں میں زندگی گزار رہے تھے، وہ خلیفہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے تھے اور "ابن ندیم" نے اپنی کتاب الفہرست میں اس سلسلہ میں مختلف مناسبتوں سے بہت سارے اسماء ذکر کئے ہیں۔

دو خلیفہ (متوکل اور معتصم) کے زمانہ کے علاوہ دیگر ۳۵/ خلفا کے دور میں شیعہ اور سنی دونوں ہی آپس میں برادرانہ زندگی گزار رہے تھے اور ان کے درمیان کوئی کدورت نہیں تھی اگرچہ بعض عباسی خلفا کے دور خلافت میں کچھ مسلمان قرآن کے قدیم یا حادث ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے قتل کئے گئے، لیکن یہ ان کا شیعہ یا سنی ہونے کو وجہ سے نہیں تھا۔

ہندوستان میں سید الشہداء کے عزاخانے

امام باڑہ (عزاخانہ) یا ائمہ کی ضریح ہندوستان میں ایک عمارت کا نام ہے کہ ایام محرم میں وہاں اگر سید الشہداء اباعبداللہ کا تعزیہ رکھتے ہیں اور آنحضرت اور آپ کی خاندان کے لئے ضریح بناتے ہیں، امام باڑوں کی مشہور ترین عمارت ہندوستان کی شہر "لکھنو" اور مرشد آباد" میں ہے[۱]۔

امام باڑہ حسین آباد (لکھنو کی مسجد جامع کی قریب):

امام باڑہ ۱۸۲۷ محمد علی شاہ (۱۸۲۴-۱۸۳۷ام) چھٹے مذہب نواب کی حکم سے (اور) ہند کے شہر لکھنو میں بنایا گیا اور امام حسینؑ کے نام پر نام رکھا گیا۔ اس کا صحن اور شہر نشین بہت ہی وسیع و عریض ہے۔ اور مجالس عزا اور تعزیہ خوانی کی لئے بہت جگہ ہے اس کا ہفت طبقہ بلند و بلا برج "سقاخانہ" ہے اور سنگ مر کا بنا ہوا بڑا سا حوض اس کی عالی شان صحن میں بنایا گیا ہے۔

عاشورائے حسینیؑ کے زمانہ میں رنگ برنگ کے چراغ برج، اس کے در و دیوار اور اس عزاخانہ کے درختوں کو نورانی کر رہے

[۱]۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ ۲/۲/۶۱۴ اور ۵. ۳۱۳.

ہوتے ہیں اور راتوں کو ہزاروں لوگوں کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس امام باڑے کے قریب شہر لکھنو کی جامع مسجد بھی واقع ہے کہ اس میں تین مرمری گنبد اور دو منارے ہیں اور یہ "گومتی" ندی کے کنارے بلند پڑی پر بنایا گیا ہے ہندوستان میں شیعہ حضرات بہت ہی عقیدت اور احترام کی ساتھ سرکار سید الشہدا حضرت امام حسین بن علیؑ کی عزاداری کرتے ہیں اور ماہ محرم کی پہلے عشرہ کو عزاداری سے مخصوص کرتے اور مجالس عزا، ماتم اور سینہ زنی کرتے ہیں۔

امام حسینؑ کی روضہ کے تعزیہ نامی چھوٹی چھوٹی شبیہ اور علم جو حضرت ابوالفضل العباس کے علم کا نمونہ ہوتے ہیں مبارک مقامات پر جسے امام باڑہ کہتے ہیں نصب کرتے ہیں اور ساری شبیہ دسویں محرم کو ماتمی دستوں اور انجمنوں کے ہمراہ برآمد ہوتی ہیں اور تعزیہ کو دریا برد کرتے ہیں یا مقامی کربلا کے کسی کنویں جو کربلا اور میدان جنگ کے نمونہ سے مشہور ہے میں ڈال دیتے ہیں۔ امام حسینؑ کی مصیبت کا شور و شین اور ماتم عورتوں پر قابل دید روحانی تاثیر رکھتا ہے اس درجہ کہ عزاداری کے مراسم میں (۲/ماہ ۸/روز تک) شیشے کی چوڑیاں توڑ دیتی ہیں، اپنے بالوں میں کنگھا نہیں کرتیں زیورات نہیں پہنتی، لال، پیلے، گلابی اور بیلے کپڑے نہیں پہنتی اور عزاداری کے دوران ہنسی خوشی کے ماحول اور اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتی ہیں۔ یہ سوگواری کبھی کبھی بلکہ صرف اربعین ہی تک نہیں بلکہ ۸/ربیع الاول روز شہادت امام حسن عسکریؑ تک جاری رہتی ہے[۱]۔

عاشورا اور پاکستان:

عاشور کا دن پاکستان میں ایک سرکاری اور قومی چھٹی کا دن ہے[۲]۔ وہ تمام مسلمان جو پاکستان ملک بننے کے خواہاں تھے ف خواہ شیعہ ہو یا سنی اپنی مرضی اور چاہت کی وجہ بیان کرنی کے سلسلہ میں اپنی مجاہدت اور اپنی مقابلہ امام حسینؑ کی اصحاب و انصار اور کربلا اور حق و باطل کا مقابلہ جانتی ہے اسی وجہ سے اسلام کے پرچم تلے سب اکٹھا ہوگئے۔ "مسلم لیگ" کا پنجاب صوبہ میں ایک انتخاباتی پوسٹر برصغیر ہند کی تقسیم اور پاکستان بننے سے پہلے کی سالوں میں انہی نعروں پر مشتمل تھا: "عاشور محرم مسلمانوں کے لئے فرض کی طرح ہے" یعنی عاشور کا دن مسلمانوں کو ان کے فرائض اور واجبات کی یاد دلاتا ہے[۳]۔

علامہ اقبال لاہوری پاکستان کی نجات اور اس کے استقلال اور آزادی کو عاشورا کی مرہون منت جانتے تھے اور اس سلسلہ میں

---

[۱]۔ تاریخ تفکر اسلامی در ہند، عزیز احمد، ترجمہ تقی لطفی اور محمد جعفر یاحقی ص ۳۳۔

[۲]۔ جہان اسلام، مرتضی اسعدی ۲/۲۹۰۔

[۳]۔ امپراطوری انگلیس اور اسلام گلمار تین و یاداشت ۲ اور ۱۳ اسی صفحہ پر عبدالعزیز کے مجموعہ کی نقل کے مطابق۔

انہوں نے یہ شعر کہاہے:

رمز قرآن از حسین آموختیم - ز آتش آور شعله ها افروختیم

برزمین کربلا بارید و رفت - لاله در ویرانه ها کاردید و رفت

نقش الا الله بر صحرا نوشت - سطر عنوان نجات ما نوشت

عاشور کا دن اس وقت سے لیکرآج تک پاکستان کے ملک میں سرکاری چھٹی کا دن رہاہے اور لوگ کافی جوش وخروش کے ساتھ عاشورا کے مراسم عزاداری میں شرکت کرتے ہیں اور کربلا میں موجود آپ کے روضہ مبارک کی چھوٹی چھوٹی شبیہ بناکر عزاداروں کے آگے آگے چلتے ہیں اس شبیہ کو ہندوستان میں تعزیہ اور دوسری جگہوں پر ضریح کہتے ہیں۔ سینہ زنی کے علاوہ زنجیزنی (کہ چاقو کے متعدد پہلوں کا زنجیز بنایا جاتاہے) بھی پاکستان کی عزاداری میں رائج ہے۔ عاشورا کی مراسم سامراج کی اس درجہ کمرتوڑنے والے ہیں کہ انگریزوں نے ۱۹۰۹ء میں عاشور کی اربعین اور حضرت علیؑ کی شہادت کے دن عام عزاداری پر پابندی لگادی تھی[1] ۱۳۶۱ء میں پاکستان پولیس نے شیعوں کے عزاخانوں اور تکیوں میں محرم میں لاوڈا سپیکر کے استعمال پر پابندی لگادی تھی[2]۔ اور جب انتظامیہ افواج اس پابندی کو جاری نہ رکھ سکیں تو انہوں نے عاشورا کے دن بلیڈ اور قمہ کے ذریعہ سامراج کو اپنی طرف مائل کریں اور اہلسنت بھائیوں کو اس سے منحرف کریں اور اس مقصد کے لئے پاکستان کے "جھنگ" شہر میں "سپاہ صحابہ" کے پرچم تلے وہابی رحمان کی ایک انجمن بنادی[3]۔ اور اس وقت برسوں سے پاکستانی عزاداری عاشور کی مقدسی دور ہو چکے ہیں اور اپنی ہی تلواروں اور ہتیاروں سے سامراج کا قلمہ قمع کرنے کے بجائے اپنے سر اور اپنی پشت کو نشانہ نانہ رہے ہیں یا پھر سپاہ صحابہ سے مڈ بھیڑ ہوتی ہے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے ہیں۔

عاشورااور بنگلادیش:

یہ ملک مشرق، مغرب اور شمال تینوں جانب سے سرزمین ہند اور شرقی جنوب کے بعض حصہ کی طرف سے برمہ سے محدود ہو جاتاہے یہ بھی ایک اسلامی ملک ہے اگرچہ اس وقت یہاں شیعوں کی زیادہ آبادی نہیں ہے، لیکن وہاں پر جو عزاخانے اور امام باڑے پائے جاتے ہیں شیعوں کی تجلی اور ان کی شان و شوکت کی یاد دلاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان شیعی آداب و رسوم ملاحظہ ہوتی ہیں شہر ''مرشد آباد'' بنگال کے مسلمانوں کا سابق پایتخت ہے میں ہر سال عاشورا کی مراسم بڑے ہی جوش و خروش اور عقیدت کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔ اور عاشورا کی نسبت بنگالی تہذیب میں لوگوں کے جذبات کا بخوبی عکس نظر آتا ہے۔

---

[1] دائرہ المعارف تشیع، ۳/۶۰۵-۶۰۶ اور جہان اسلام، ۱۳۱/۲ -۱۶۱۔

[2] جہان اسلام، ۲۹۲/۲۔

[3] وہی ماخذ۔

بارہویں صدی ہجری کے ایرانی سیاح شوستری تحفۃالعوام میں ہندوستان کے شمال میں رہنے والے ہندوؤں کے بارے میں جو محرم کی عزاداری میں شریک ہوتے ہیں لکھتے ہیں: بنگال اور "بھار" میں تعزیوں کی تعداد "اودھ" جیسی شیعہ نشین صوبے کی تعزیے سے کہیں زیادہ تھی اور اس زمانہ میں چودہ سو تعزیے جو شہر "پٹنہ" اور "بھار" میں نکلتے تھے ان میں سے ۶۰۰ ہندو مذہب اٹھاتے تھے۔ بنگلادیش میں عاشورا کے زندہ ہونے کا ایک نتیجہ انگریزوں کے مقابلہ میں یہ تھا کہ "اودھ" میں شیعہ عالم سید دلدار علی نے شیعہ علما کو انگریزوں کی طرف سے ہر قسم کے القاب، عناویں اور افتخار آمیز علاقوں کو قبول کرنے سے منع کیا تھا[1]۔

انڈونیشیا میں عاشورا:

جزیروں کے مجموعہ "مالایا" میں اسلام کی توسیع کی تاریخ اس بات کی حکایت کر رہی ہے کہ دین اسلام شیعوں اور محمد بن علی اور حسن بن علی بن امام جعفر صادقؑ کی نسل سے کچھ سادات کی ذریعہ ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض افراد نے ان جزیروں کے حکام اور صاحبان اقتدار کی لڑکیوں سے شادی کی ور بعض بڑے بڑے عہدوں یہاں تک کہ بادشاہت اور فرمانروائی کے عہدہ پر فائز ہوئے، آج تک ان کی ساری ذایت شیعہ اثنا عشری ہے۔ ۷۱۷ قمری میں بھی ایرانی تجار کی ایک بڑی کشتی جو ۳۵ کشتیوں سے مرکب تھی نے بہت سارے شیعہ مبلغین کو اس ملک کی ساحلوں پر اتارا۔

ایام محرم اور عاشورائے حسینی یہاں تک کہ صفر کا مہینہ بھی انڈونیشیا کے شیعہ اور سنی اکثر مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کا مرکز ہے وہ لوگ ماہ محرم کو "سورہ" کہتے ہیں (کہ احتمالا اسی کلمہ عاشورا سے ماخوذ ہے) یہ لوگ محرم اور صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ہر شہر میں ایک قسم کی مجلس برپا کرتے اور مجلس قائم کرتے ہیں۔

"سوماترا" کے مغربی شمال مین واقع "آچہ" نامی علاقہ میں سب سے پہلی اسلامی حکومت شیعہ بنی ہے اور محرم و صفر کا مہینہ "امام حسنؑ اور حسینؑ" کے نام سے مشہور ہے[2]۔ اس کی تصویر مؤلف کے پاس ہے جو انڈونیشیا کے ایک شیعہ سید کے گھر کی عکاسی کر رہی ہے۔ اس گھر کے کمروں کے در و دیوار پر ایسی تصویریں دکھائی دیں گی جو کچھ سادات سے متعلق ہیں جو ماضی میں "حضرموت" سے انڈونیشیا آئے تھے۔ اور اس ملک میں ان کی نسلیں بھاری اکثریت پر مشتمل ہے ان میں سے ایک نمایاں سید آقا سید اسد شہاب ہیں جو جمہوری اسلامی ایران کے مشہور و معروف روحانی آیت اللہ واعظ زادہ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ انڈونیشیا جمہوری کے سب سے پہلے سربراہ سوکارتو کے مخصوص پرائیویٹ سیکریڑی تھے۔ سید اسد شہاب کا گھرانہ امام جعفر صادقؑ کے فرزند علی بن جعفر عریضی کی نسل سے ہے[3]۔ احتمالا انڈونیشیا کے سادات کی تعداد لاکھ تک ہے کہ ان میں اکثر شافعی شیعہ

---

[1]۔ تاریخ تفکر اسلامی در ہند احمد عزیز، ترجمہ تقی لطفی اور محمد جعفر یا حقی، جہان اسلام، ۱۹/۲، خدمات متقابل ایران و اسلام، مطہری، ص ۲۲۴ اور دائرہ المعارف تشیع ۴۳۶/۳۔

[2]۔ دائرہ المعارف تشیع ۵۴۴/۳ اور دائرہ المعارف بزرگ اسلامی ۱۲۵/۱۔

[3]۔ مجلّہ مشکوہ، جائگاہ اہلبیت در جوامع اسلامی، شمارہ ۴۲۔ موسم گرما ۷۳، ص ۱۰ اور ۱۱۔

ہیں۔

انڈونیشیا میں سلطنت کی خواہاں بعض افراد امام حسینؑ کی اولاد سے سادات تھے جو "آچہ" مقام پر پیدا ہوئے تھے ان سب میں زیادہ معروف سید جمال (۱۱۱۰-۱۱۴۸ھ ق) تھے کہ مغرول ہونے کے بعد کافی دنوں تک بعد کے سلاطین احمد اور ان کی بیٹے جہان شاہ سے مقابلہ کرتے رہے[۱]۔

فیلپین میں عاشورا:

اسلام، سرزمین فیلپین میں چار گروہ کے ذریعہ پھیلا:

۱۔ ان با ایمان تاجروں کے ذریعہ جو تجارت کی قصد سے اس ملک میں آئے اور ان کے ایمان، تقوی اور ان کی درستکاری نے عملی طور پر لوگوں کو اسلام کے دعوت دی۔

۲۔ وہ مقامی افراد جو مسلمانوں سی رابطہ رکھنے کی وجہ سے اسلام کے گرویدہ ہوئے اور اسلام کی آئین کی نشرواشاعت کی۔

۳۔ وہ سادات اور اکابر حضرات جو سعودی عرب اور عراق کے حاکم کی سیاسی دباو وغیرہ کی وجہ سی ان جزیزوں کی جانب ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

۴۔ وہ سادات جنھوں نے اسلام کی تبلیغ اور ترویج کی خاطر ان علاقوں کا سفر کیا تھا۔ ۳۱۰ھ ق میں امام صادقؑ کی نسل سے کچھ افراد عراق سے سوماترا جزیرہ میں آئے۔ ان میں سے محمد بن یحی بن محمد بن علی العریضی امام صادق کے فرزند اور احمد بن عبداللہ بن موسی بن حسن بن علی العریضی و محمد بن جعفر بن جعفر بن حسن بن موسی بن جعفر الصادقؑ تھے کچھ دنوں بعد احمد بن عیسی بن محمد النقیب بن علی العریضی حضر قوت سے ان جزیروں پر آئے۔

۱۵ہ ویں صدی عیسوی کے اوائل میں شریف الہاشم نامی سید سعودی عرب سے بغداد اور وہاں سے مشرق وسطی میں آئے۔ اور کچھ دنوں تک: "مالاکا" میں رہے اور مقام و منصب حاصل کیا اور صف اول کی فقیہ ہوگئے۔ شریف الہاشم اسلام کی ترویج کے لئے فیلیپین کے لئے جزیروں کے مجموعہ ''مولو'' روانہ ہوئے اور ''مولو'' جزیرہ میں ''راجا گینڈا'' کی بیٹی شہزادی سووماتری سے شادی کی اور پھر جاگینڈا کی موت کے بعد لوگوں نے شریف ہاشم کو ان کا جانشین منتخب کرلیا۔ توانہوں نے سب سے پہلے اسلامی حکومت کی سرزمین پر بنیاد رکھی۔ پھر شریف الہاشم کے بعد ان کی اولاد سلطان کمال الدین، سلطان علاالدین اور سلطان امیر العلما و... نے ۴/صدی سے زیادہ فیلپین میں حکومت کی ان سادات کے اخلاق حسنہ نے یہاں کی لوگوں کو اس حد تک متاثر کرر کھا تھا کہ لوگ ان کی حیات میں دل وجان سے اطاعت کرتے تھے اور اس وقت ان کے انتقال کو صدیاں گزر رہی ہیں پھر ان

---

[۱] ۔ دائرہ المعارف بزرگ اسلامی، ۱/۷ ۱۲۔

کی قبریں لوگوں کی زیارت گاہیں بنی ہوئی ہیں اور یہاں کے لوگ عاشورا کے مراسم محرم کے پہلے عشرہ میں مناتے ہیں۔

تھائیلینڈ میں عاشورا:

بادشاہ ''نارسون'' (۱۵۹۱ا-۱۶۰۵ء) میں کی سلطنت کے زمانہ میں قم کے رہنے والے ایرانی تجار کا ایک گروہ شیخ احمد قمی کے رہبری میں تھائیلینڈ گیا۔ یہ گروہ تجارت اور کام کاج میں مشغول ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی امانتداری اور سچائی نی لوگوں کو اس اسلام اور شیعیت کا گرویدہ بنالیا۔ شیخ احمد نے تھائیلینڈ کی ایک عورت سے شادی کی اور پایہ تخت کی ایک مشہور معتبر تاجر ہوگئے۔ اور تھائلینڈ کے بادشاہ نے انھیں "یا شیخ احمد رتنارت ستی" کا لقب دیا۔

پھر شیخ احمد کے بعد ان کے بیٹے ان کے جانشین ہوگئے پھر حکومتی مرکز میں دیگر ایرانیوں نے اعلی عہدے حاصل کر لئے۔
سفینہ سلیمانی کتاب کے مولف (سفیر ایران بہ سیام سفر نامہ) میں شیعوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''سید مازندرانی'' جو وہاں کے حاکم اور صاحب اختیار شخص تھے، ایران کے سفیر کے استقبال کے لئے آئے اور جب ۱۰۹۸ہجری قمری کا محرم آیا یہ بادشاہ ابتدائی حالت میں ایرانی عوام کی مدد سے جوابا عبد اللہ الحسینؑ کے مراسم تعزیہ میں مشغول تھے، اس ملک کی فرمانروائی کے مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور اس نے دستور دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب۔ اور آئین کی مطابق امام حسین علیہ اسلام کے تعزیہ کے مراسم بھی انجام دیتے تھے[1]۔ بنابریں تھایلینڈ کے شیعیان حکومتی امور میں مشغول رہتے اور پوری آزادی رکھتے تے اور یہاں تک کہ امام حسینؑ کے مراسم تعزیہ بھی انجام برپا کرتے تھے۔

آخر میں ایک مسلم رہنما ''سید محمد زکی'' کی مدد سے مرکز اسلامی اہلبیت علیہم السلام نامی ایک ادارہ بنا جو پیغمبر اکرم صلی اللہؐ کی ولادت، ہفتہ وحدت، ہفتہ امام حسینؑ کی مختلف مناسبتوں سے عالی شان پروگرام اور مراسم انجام دیتے جاتے تھے، اسی طرح منبر کانفرنس، نماز جمعہ اور دعا و دگانہ مراسم کی انجام دہی سے بڑے بڑے مقاصد تک رسائی حاصل کرتے ہیں[2]۔

عاشورا، جمہوری آذر بائیجان میں اسلام کی بقا کا ذمہ دار:

جمہوری آذر بائیجان میں عاشورا کے مراسم کافی شان و شوکت کے ساتھ برپا ہوتے ہیں اس طرح سے کہ اس دن ہر جگہ تعطیل ہوتے ہیں اور عزا خانے اور تکیے عزاداران حسینی سے بھرے ہوتے ہیں۔ اور ہر جگہ بڑے ہی جوش و خوش اور والہانہ عقیدت کے ساتھ مجالس عزا کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اور ان مراسم میں شرکت کرنے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے، پولیس کنٹرول کرنے کے باوجود ماتمی دستے سڑکوں اور گلی کوچوں پر آجاتے ہیں اور حسینی انقلاب کی یادگار کو زندہ و پایندہ رکھتے

---

[1]۔ مجلّہ مشکوہ، شمارہ ۴۶، ص ۷۹۔۸۳۔

[2]۔ وہی ماخذ

ہیں، اس طرح سے کہ عاشورا کی مراسم اسلام کی بقا کے ضامن ہیں۔

نخجوان کے شیعوں کے بقول آذر بائیجان کے لوگ لنین اور استالین کے عصر میں عاشورا کے دن حکومتی کارندوں کے خوف سے پہار کے دروں، دریا کے کنارے، باغات، پھاڑوں، جنگلوں اور تاریک کمروں میں جمع ہو کر عزاداری کرتے تھے[1]۔ اس وقت آذر بائیجان کی ۷۰ فیصد آبادی شیعہ ہے کہ ان کی مجموعی تعداد ۳۰ لاکھ ۸۰ ہزار ہے اور دیگر ۳۰ فیصد آبادی حنفی سنی اور کچھ شافعی گر مشتمل ہے[2]۔ کہ سارے معمان انتہائی پر سکون اور صلح وآشتی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔

مشرقی افریقہ اور عاشورا:

معاصر شیعہ شناس اور یونیورسٹی کے استاد فرانسیکو گابریلی لکھتے ہیں:

شیعوں کی جانب سے امام حسینؑ کی یاد منانے کے عنوان سے مجالس عزا کا چوتھی صدی ہجری سے آغاز ہوا ہے اور چوتھی صدی میں شیعہ مذہب اس طرح سے عام ہوا کہ صرف ایران اور عراق میں بلکہ مشرقی افریقہ تک بھی پہونچ گیا اور جو ایرانی ایران سے مشرقی افریقہ ہجرت کر چکے تھے وہ مذہب اپنے ساتھ لئے گئے۔ سر زمین سومالی اور کینیا میں ایرانی شیعوں کے ہاتھ مساجد تعمیر ہوئیں اور مشہور شہر ''مگادیشو'' مقدسیہ اور احتمالا سومالی میں واقع بندر قاسم ایرانیوں کی طرف سے بنایا گیا ہے۔ اور اس وقت وہ سومالی کا سب سے برا شہر کہلاتا ہے۔ اور وہاں شیعہ اثنا عشری کے آثار دکھائی دیتے ہیں، لیکن افسوس کہ اس زمانہ میں شیعہ شعراء نہیں تھے جو ادبی لحاظ سے شیعہ مذہب کی مبلغ ہوتے[3]۔

بورنڈی اور عاشورا Burunde:

مشرقی افریقہ کا ایک ملک بورونڈی ہے۔ اس ملک میں اہلبیت کے زیادہ تر ماننے والے شیعہ اثنا عشری ہیں اس سر زمین پر شیعیت کے رواج کی تاریخ پہلی عالمی جنگ کے بعد کی طرف پلٹتی ہے کہ ہندی اور پاکستانی خوجہ تجار وہاں زندگی گزارتے ہیں۔

اس وقت بورونڈی شیعوں کے قائد مولانا سید خلیل عباس بیکپوری تھے جو شیعہ مذہب کی نشر واشاعت اور تقریب بین مذاہب میں سر گرم تھے۔

بورونڈی کے شیعوں کے پاس ۸ مساجد ہیں کہ ۳ مساجد پایہ تخت میں ہیں اور خوجہ شیعہ مسجد اس ملک کی خوبصورت ترین مسجد کہلاتی ہے یہاں کے شیعہ مختلف دینی اور مذہبی مناسبتوں سے دینی مراسم بجالاتے ہیں اور محرم کے مہینہ میں عاشورا کے

---

[1]۔ وہی ماخذ شمارہ ۱۴۱، ۳۷ ۱۳۱، نگاہی بہ جمہوری مسلمان نشین آذر بائیجان ۹۲۰ ص ۹۶۔

[2]۔ دائرہ المعارف تشیع ۱/ ۳۰۔

[3]۔ امام حسین و یاران، ص ۳۴۱۔ ۳۴۲۔

مراسم بڑی ہی شان و شوکت سے منائے جاتے ہیں[1]۔

الجزائر اور عاشورا:

الجزائر افریقہ کے شمال میں ایک بڑی اسلامی حکومت ہے جو لیبیا اور تونس ملکوں کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ سرزمین کسی زمانہ میں فاطمیون کی قیادت میں تھی اور ان کے اقتدار (۲۹۷-۵۶۷ھ ق) "القبائل" علاقہ کے بربر قوم شیعیت کی طرف مائل ہوئی، جس طرح حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کا سفید ہاتھ الجزائر کی قومی نشانی اور آرم ہے اسی طرح اسلام کے پنجگانہ ارکان کی نشانی اس سرزمین پر شیعوں کا اثر و رسوخ ہے۔ اسی طرح (دسویں محرم) کو عاشور کے دن سرکاری تعطیل موجودہ الجزائر میں فدک اور کربلا کے اس سرزمین پر توسیع کی علامت ہے۔ اس ملک میں عاشور کی زندہ برکت دوسری صدی کے اوائل میں خلافت کے خلاف بربر قوم کی تحریک اور "الموحدون" خاندان کا قیام ہے کہ (۴۵۳ھ ق) میں ایک سید ابو عبداللہ محمد بن عبد اللہ تومرت (وفات ۵۲۴ھ ق) ذریعہ عملی ہوا۔ ابو عبداللہ کا مقصد بھی ابو عبداللہ حسین بن علیؑ کی طرح سے امر بالمعروف و نہی از منکر تھا اور مغرب کا سارا علاقہ موجودہ الجزائر، اسپین اور پرتقال سمیت سب کو ایک ساتھ متحد کر دیا[2]۔

شیخ عبد لقادر الجزائری کے قیام کے مانند دیگر تحریکیں اور انقلابات اپنے والد محی الدین حسنی (۶۴-۴۷ھ ق) اور "ابو مغرہ" کا قیام اور محمد بن عبد اللہ کا قیام کہ ۲۰ سال تک ان کے بیٹے سید سلیمان کے سہارے چلتا رہا اور "جرجرہ" علاقہ میں "لالا فاطمہ" کا قیام۔

آلبانی میں عاشورا:

آلبانی یورپ میں بالکان جزیرہ کے مغربی جنوب میں ایک ملک ہے کہ جس کی سرحدیں شمال اور مشرق کی جانب سے یوگسلاوی اور جنوب کی جانب سے یونان سے اس ملک کا پایہ تخت تیرانا ہے اور اس ملک کی ۷۰ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ آلبانی ملک کی اکثریت مسلمان، شیعہ اور اہلبیت علیہم السلام کی چاہتے والی ہے اور یکتا شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتی ہے کہ حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ کی ذریت سے سید محمد رضوی متولد نیشابور کے ہاتھوں تاسیس ہوا ہے۔

شیعہ ادب، آلبانی ادبیات کے اہم جزیر پر مشتمل ہے۔ ان آلبانی شعراء میں سے ایک بابا کمال الدین شمیمی میں کہ ۱۳ ویں صدی ہجری کے اونصر میں زندگی گذار رہے تھے اور امام حسینؑ کی طرح شہادت کی آرزو کھتے تھے۔ اتفاق سے ایک دن کھڑکی کے پاس امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق فضولی بغدادی کی کتاب حدیقہ السعادہ پڑھنے میں شغول تھے کی کہیں سے گولی آکر لگی اور

---

[1]۔ رسالہ الثقلین، شمارہ ۹ ص ۳۰۵۔

[2]۔ جہان اسلام ۱/۱۴۰، ۱۲۵۔

شہید ہوگئے۔

دالیب فراشری، ایک دوسرا آلبانی شاعر ہے جس نے آلبانی زبان میں "حماسہ منظوم الحدیقہ " کی عنوان سے واقعات کربلا، عاشورا اور ۶۵ ہزار بیت پر مشتمل اشعار امام حسینؑ کی شجاعت اور بہادری کے بارے میں کہتے ہیں[1]۔

نعیم بیک کا ''کربلا'' عنوان کے تحت امام حسینؑ کے مقتل کے بارے میں شعری دیوان ہے جو آلبانی ادب کا شاہکار شمار ہوتا ہے[2]۔

آلبانی میں عاشورا کے مراسم کی برکت یہ ہے آلبانی علماء اور ادباء نے کربلا اور امام حسین کی جانگداز شہادت کے بارے ایسے ایسے دلچسپ اور قیمتی اشعار کہتے ہیں کہ جس سے آلبانی میں جدید عاشورا کو جنم دیا ہے۔یقم فراشری (۱۲۸۰-۱۳۱۵) کی طرح بابا آدم دجاہی ہیں (۱۲۵۷-۱۳۴۵) ہیں بابا احمد تورانی آلبانی آزادی کی راہ کی رہبر تھے اور بابا ابراہیم جن کی پوری زندگی ملک کے لوگوں کو بیدار کرنے میں گذری ہے اور یونانی فوج کے ہاتھوں دوبار جیل کی صعوبت برداشت کی ہے۔ بابا صالح نے بھی آلبانی آزادی کے لئے کافی کوشش کی ہے اور برسوں جیل کی زندگی گزاری ہے اور بابا سلیم روحی جو عربی فارسی اور ترکی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے اور آلبانی استقلال کی راہ میں مقابلہ کرنے کہ وجہ سے یونانی حکومت کی طرف سے کافی صعوبتیں برداشت کیں اور بااحمد سری۔ یہ شعرء عاشورا سے درس لیتے ہوئے آلبانی سرزمین کو کربلائی سرزمین میں تبدیل کردیا ہے۔اور آزادی کی خواہاں ایک قوی تحریک کو جنم دیا ہے اور ۱۹۳۲ء میں استقلال کے بعد یونانیں کی دست درازی کے مقابلہ میں کہ برسوں سے اس ملک پر نظر گڑائے ہوئے تھے، ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی بے شمار مجاہدتیں ظاہر کیں[3]۔

آلبانی شیعہ محرم کے پہلے عشرہ میں خص مراسم رکھتے ہیں۔ان دس دنوں کے دوران پانی نہیں پیتے تاکہ خود کو کربلا کے مجاہدیں میں شمار کریں۔اس وقت تکیوں میں جاتے ہیں تاکہ مجلس مصیبت برپا کریں اور ''یاامام، یاامام'' کا نعرہ لگاتے ہیں۔

آلبانی شیعوں کی عزاداری کا عام اور رائج طریقہ یہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے مصائب کو دس راتوں میں تقسیم کرتے ہیں:

پہلی رات: آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسی اور عیسی علیہم السلام جیسے بعض انبیاء کی مصیبت کے ذکر سے مخصوص کرتے

---

[1]۔ دائرہ المعارف تشیع ۳۸۹/۳۔

[2]۔ رسالہ الثقلین، ۱۷۵/۴۔

[3]۔ دائرہ المعارف تشیع، ۳۸۹/۳۔

ہیں۔

دوسری رات: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسری رات: امام علیؑ شہادت کے مخصوص ہے۔

چوتھی رات: امام حسنؑ کی سیرت اور آپ کی شہادت سے مخصوص ہے۔

پانچویں رات: امام حسینؑ کی سیرت کے لئے مخصوص ہے۔

چھٹی رات: امام حسینؑ کی مدینہ سے مکہ ہجرت کا تذکر ہوتا ہے۔

ساتویں رات: امام حسینؑ کے مقتول سفیر مسلم بن عقیل کا تذکرہ ہوتا ہے۔

آٹھویں رات: امام حسین کی کوفہ سفر کرنے کا ذکر ہوتا ہے۔

نویں رات: امام حسینؑ کے کربلا پہونچنے کا تذکر ہوتا ہے۔

دسویں رات: کربلا اور عاشورا کے درناک واقعہ کا تذکرہ ہوتا ہے۔

ان راتوں میں تاریخی روایتوں کے ذکر کے ساتھ کربلا کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں[1]۔

کینڈا اور عاشورا:

کینڈا میں بہت سارے اثنا عشری اور اسماعیلی شیعہ رہتے ہیں جن کے پاس ماجد اور تکیے ہیں، " مونترال " شہر میں ہر سال دس محرم کو شیعہ حضرات اپنے پورے خاندان کے ساتھ یکجا ہوتے ہیں پھر مجلسوں اور فقہی مسائل بیان کرنے کے بعد عزاداری اور سینہ زنی کرتے ہیں اور اس کی بعد رات کو ایک ساتھ کو مانا کھاتے ہیں وہ لوگ دس دنوں کے لئے کسی مدرسہ کو کرایہ میں لیتے تھے۔ لیکن اس کے بعد عزاخانہ کے لئے ایک بلڈینگ کا وسیع طبقہ فراہم کر لیا ہے۔

میں نے کسی ین نک میں سونترال کی شیعوں کے سر براہ سے کہا: بہتر ہوتا کہ آپ لوگ بچوں اور نوجوانوں کے لئے ایک کمرہ مخصوص کر دیتے تاکہ وہ لوگ اپنے جداگانہ مین سر گرم رہیں جواب دیا: ہم لوگ چاہتے میں کہ ہمارے بچے ہمارے ساتھ ساتھ رہیں اور سید شہداءؑ کی مراسم عزاداری دیکھیں اور اس کو سیکھیں اور ہمارے مرنے کے بعد اس سلسلہ کو آگئے بڑھائیں ۱۳۵۸ء میں " ملک گیل " اسلامی یونیوسٹی کے کنیڈا کے مطالعات انسٹیٹوٹ میں عالمی کانفرس منعقد ہوئی۔

بغداد اور عاشورا:

(اہلسنت کی مرکز خلافت اسلام اور حکومت) بغداد میں آل بویہ کی اقتدار میں آنے کے بعد معز الدولہ دیلمی نے ۳۵۲ ہجری

[1]۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ الشیعیہ، حسن الامین باب البانیا، الشیشع فی الیانیا۔

قمری کی عاشورا میں حکم دیا کہ آج کی دن لوگ امام حسینؑ اور اہلسنت پیغمبرؐ کی عزاداری کریں اور ان کے غم میں نوحہ و ماتم کریں لوگوں نے اس دن بازواریں بند کر دیں ، خرید وفروخت بند کر دی ، قصابوں نے ذبح نہیں کیا ، باورچی نے کھانا نہیں پکایا ، ستا حضرات نے ستائی تعطیل کر دی ، بازار میں گنبد بنائے گئے اور عورتیں کھلے سر ، نیلے رخساروں کی ساتھ گریبان چاک کئے ہوئے بغداد شہر میں گشت کرنے لگیں اور نوحہ خوانی کرنے لگیں ، اپنے رخسار پیٹنے لگیں، عراق میں عاشور کا دن سرکاری چھٹی کا دن ہے۔

بعض عباسیوں کی مخالفت کرنا:

بعض عباسی خلفاء نے جب شیعہ کی توسیع میں عاشورا اور کربلا کا عظیم کردار اور مسلمانوں کا ان سے بڑھتا ہوا رابطہ دیکھا تو اس کی مخالفت کرنے لگے۔

عباسی خلفاء کی حکومت میں شیعوں کے حالات کے بارے میں "ماریان ولہ" فرانس کا ایک محقق لکھتا ہے : "شیعہ سنی فرقوں کے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا مگر جب عباسی خلفاء نے اختلاف ڈالنا چاہا۔ یعنی وہ لوگ شیعوں پر حملہ کرنے کا حکم دیتے تھے"۔

یہ فرانس کا محقق اضافہ کرتا ہے : "متوکل اور معتصم کے دور کے علاوہ عباسیوں کے پورے دور خلافت میں شیعہ اور سنی ایک ساتھ زندگی گذار رہے تھے یہاں تک کہ اس دور میں عام شیعوں کو بھی کوئی اذیت نہیں پہونچاتا تھا صرف حکومت کے کارندے اور عالمین شیعوں پر ظلم وستم تھے"۔

جب متوکل نے امام حسینؑ کی قبر کو ویران کرنی کا حکمل دیا واس کے بیٹے (منتصر) نے کہا: یہ کام نہ کرو کہا: یہ کام نہ کرو کہ ایسا کرنے سے تمہاری عمر کم ہو گی ، لیکن اس نے بیٹے کی تاکید کو سنی ان سین کر دیا اور الکامل میں ابن اثیر کی تحریر کی مطابق اس ملعون نے امام حسینؑ کی طرف سے پانی کا رخ موڑ وادیا لیکن پانی قبر کی طرف نہ گیا۔

متوکل ۲۴۷ ھق میں واصل جہنم ہوا اور اس کا بیٹا منتصر خلیفہ ہو گیا۔ شیعوں اور سنی کے درمیان ہر گز کوئی اختلاف نہیں تھا صرف حکومت کے کارندے شیعوں کے ساتھ پر سکولی کرتے تھے۔ لیکن یہ بات بھی منتصر کے زمانہ میں ختم ہو گئی جبکہ ظاہرا وہ ایک سنی مذہب خلیفہ تھا۔ وہ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرنے جاتا اور آپؑ اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کی قبر کی زیارت کرنے کی تشویق کرتا تھا۔

ماریان مولہ تاریخی مآخذ کی روشنی لکھتا ہے : " پورے عباسی دور میں سنی فرقے شیعہ اثنا عشر مذہب کے بارہ ۱۲اماموں کی احترام کے قائل تھے۔ اور شیعوں کے نزدیک خلفائے راشدین بھی قابل احترام تھے۔ اسی طرح معتصم کے شیعوں کے ساتھ ظلم وستم روا رکھنے کے بعد مغولوں کے ذریعہ مار دیا گیا پھر شیعہ اور سنی اختلاف کا مسئلہ ہی نہیں رہ گیا کیونکہ شیعوں کے ساتھ ظلم

کرنے کا حکم دینے والا کوئی نہ رہ گیا[1]۔

ماریا مولہ اضافہ کرتا ہے: " تیسری صدی ہجری سے عباسی خلافت کے حدود میں " کبیری " مذہب پیدا ہو گیا اور وہ لوگ بادہ اماموں اور خلفائے راشدین کو پیغمبر اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین کہتے تھے اور سب کا احترام واجب چاہتے تھے اس مذہب کے ماننے والے خلفاء راشدین کی وفات اور امام حسینؑ کی شہادت کے دن مجلس ذکر برپا کرتے تھے اور عباسی خلفاء بھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے تھے وہ لوگ نہ سینوں کے نزدیک بیگانہ تھے اور نہ شیعوں کے نزدیک ماریان مولہ کے نظریہ کے مطابق عباسیوں کے دورہ حکومت جو خلیفہ کے دور حکومت میں زندگی گذار رہے تھے۔ سنی اور شیعہ کو ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھتے تھے اور شیعہ بھی ایک دوسرے کو اغیار نہیں سمجھتے تھے ان دونوں کے درمیان آج کے حساب کا فرق تھا نہ مذہب کا۔ ہاں بہت کم انسان اور مسلمان ملیں گے جو عاشورا کے جانگدار واقع سے متاثر نہ ہوں، اور شیعوں و اہلبیت علیہم السلام کس ساتھ ہمدردی اور موافقت کا اظہار نہ کریں مجھے یاد کر جب میں کسی عاشور کے موقع پر کربلا میں تھا تو ایک عیسائی عالم عاشورا کا منظر دیکھنے کے لئے کربلا آیا اور وہ اس منظر کو دیکھ کر اس درجہ متاثر ہوا کہ اس نے اظہار گیا: ''خدا کی قسم اگر ہمارے درمیان امام حسینؑ ہوتے تو ہم ان کے اس عاشورا سے پوری دنیا کو عیسائی کر دیتے''۔

---

[1]۔ امام حسین وایران، ص ۲۵۳۔